ڈاکٹر شبیہ الحسن کی تنقید کا نفسیاتی پہلو

محمد قیس اللہ
پی ایچ ڈی سکالر (اُردو)، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

PSYCHOLOGICAL ASPECT OF DR SHABI UL HASAN'S CRITICISM

Muhammad Qaisullah
PhD Scholar (Urdu)
G.C. University, Lahore

Abstract

A genuine critic hardly compromises the set standards of criticism by turning deaf ears to the psychological voices of a literary piece. If he does so it is considered as bad omen for the literary criticism. Dr. Shabi-ul Hasan is such a true psycho-critic who does not involve himself in mere literary hair splitting rather tries to give an unbiased critical psycho-analysis of literary works. Dr. Shabi's criticism is an impeccable manifestation of psycho-criticism. He is a multifaceted critic and his style of criticism is unique and unprecedented. Dr. Shabi's psycho-analysis of literary pieces is of great merit. This article focuses Dr. Shabi's services as a psycho-critic.

Keywords: تخلیق، تنقید، فرائڈ، ڈاکٹر عبادت بریلوی، ڈاکٹر شبیہ الحسن، ڈاکٹر سلیم اختر، پروفیسر سحر انصاری

ادب عموماً کسی نہ کسی نظریاتی جھکاؤ کی آغوش میں پروان چڑھتا ہے۔ادبی تخلیق کی بنیاد میں تخلیق کار کے شعور اور تخیل کی اہمیت مسلمہ ہے۔نفسیاتی تجزیہ کار اور نقاد ادبی فن پاروں میں نفسیاتی عناصر کی کھوج میں لگے رہتے ہیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ ادبی تخلیق مصنف کے مخصوص نفسیاتی تجربے سے جنم لیتی ہے یا کم از کم اس تجربے کے حوالوں کا سراغ اُس تحریر میں موجود ہوتا ہے۔کوئی بھی کھرا نقاد تنقید کے مسلمہ اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کرتا خاص کر وہ کسی بھی صورت ادبی فن پاروں میں گونجتی نفسیاتی حوالوں کی بازگشت کو نظرانداز نہیں کرسکتا۔اگر وہ ایسا کرے تو پھر ادبی تنقید نگاری کے لیے یقیناً بُرا شگون ہے۔ڈاکٹر شبیہ الحسن کھرے نفسیاتی تجزیہ کار اور نقاد ہیں۔انھوں نے خود کو روایتی نقادوں کی طرح بال کی کھال اُتارنے تک محدود نہیں رکھا بلکہ انھوں نے ہمیشہ ادب میں غیر جانبدارانہ نفسیاتی تجزیہ کاری کی روش کو اپنائے رکھا۔اُن کی تنقید نگاری کامل نفسیاتی تجزیہ کاری کا بھرپور اظہار ہے۔وہ ہمہ جہت شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ بے مثل نقاد بھی ہیں۔اُن کے مخصوص اسلوب نے نفسیاتی تنقید کی راہ آسان کی ہے اور اس شعبہ میں نئے امکانات کو روشن کیا ہے۔زیرِ نظر مضمون اُن کی نفسیاتی تنقید نگاری کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔

نفسیاتی تنقید محض سطحی تنقید نہیں ہوتی بلکہ اس کے ذریعے تخلیق کار کے لاشعور میں ہونے والے واقعات اور ان واقعات کے زیرِ اثر پروان چڑھنے والی تخلیق کا مطالعہ نہایت گہرائی سے ممکن ہو جاتا ہے۔تخلیق کیسے علت و معلول کی منزلیں طے کرتے ہوئے تنقیدی معیارات پر پورا اترتی ہے اس بات کا ادراک تخلیق کے نفسیاتی عناصر کے تجزیہ کے بغیر ممکن نہیں۔لہٰذا یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ ایک تخلیق کے پیچھے اجتماعی نفسیاتی محرکات کا ہونا لازمی امر ہے۔نفسیاتی تنقید میں نفسیاتی الجھنیں، ایڈی پس کمپلیکس (Oedipus Complex) جیسی اصطلاحات ہمیں اس بات کا پتا دیتی ہیں کہ تخلیق کار کسی خاص نفسیاتی تجربے کے زیرِ اثر اپنا سفر جاری رکھتا ہے۔فرائڈ کا نظریہ تحلیل نفسی نفسیاتی مطالعہ ادب میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس نظریے نے نفسیاتی ادبی رجحانات کو پروان چڑھانے میں مدد فراہم کی ہے۔ڈاکٹر عبادت بریلوی اپنی کتاب ''اردو تنقید کا ارتقا'' میں اس ضمن میں کچھ یوں خیال کا اظہار کرتے ہیں :

> ''فرائڈ کا نظریہ تحلیل نفسی موجودہ دور کا حیرت انگیز انکشاف ہے وہ انسانی زندگی میں جنسی جذبے کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے۔انسان جو حرکت بھی کرتا ہے وہ اس کے خیال میں جنسی جذبے سے متعلق ہوتی ہے۔انسان کی تمام خواہشیں پوری نہیں ہوتیں اور پوری نہ ہونے والی خواہشات کا وجود ختم نہیں ہوتا بلکہ ان کا اثر تحت الشعور میں ہمیشہ برقرار رہتا ہے۔اور اسی سے ذہنی الجھن (complex) پیدا ہوتی ہے۔جن کا ظہور کبھی خوابوں کے ذریعے اور کبھی

انسان کی مختلف حرکات وسکنات کی صورت میں ہوتا رہتا ہے۔ادب اور آرٹ میں بھی یہ اثرات کام کرتے ہیں اور تمام آرٹ اور ادب فرائڈ کے نظریے کے مطابق انسانوں کی دبی ہوئی خواہشات کی وجہ سے پیدا شدہ ذہنی الجھنوں کا نتیجہ ہوتا ہے جس کو ادیب اور فن کار مختلف صورتوں میں پیش کر دیتے ہیں ۔اور ان کا پڑھنے والا ان پر غور کرنے کے سلسلے میں اپنی دبی ہوئی خواہشات سے کام لینے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے ۔اس طرح ادیب اور فن کار دونوں کے لیے ادب اور فن تحت الشعور میں دبی ہوئی خواہشات کا نتیجہ ہوتے ہیں ۔اس کے نتیجے میں ادیب ان کی تخلیق کرتا ہے اور پڑھنے والے کی اس تک پہنچنے کی نوعیت بھی یہی ہوتی ہے۔"(۱)

ڈاکٹر شبیہ الحسن بھی بطور نقادنفسیاتی محرکات کے زیر اثر پروان چڑھنے والے ادب پاروں کو اپنی تنقیدی نفسیات کے ذریعے فکر انگیز بنا دیتے ہیں ۔ان کی نفسیاتی تنقید میں مناسبت اور معنویت جیسی خصوصیات ملتی ہیں جن سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کس کامیابی سے فن پاروں کا نفسیاتی مطالعہ اور جائزہ لیتے ہیں اور خود کو تخلیق کار کی نفسیاتی الجھنوں سے وسیع حد تک واقف کر لیتے ہیں ۔ڈاکٹر شبیہ الحسن اس بات کے قائل نہیں کہ نفسیاتی الجھنیں تخلیقی تحریک کی صورت میں احاطہ تحریر میں آتی ہیں اور نئے افکار ونظریات جنم لیتے ہیں ۔کیونکہ کوئی انسان جتنا بھی علیحدگی پسندانہ رویہ اختیار کرے وہ کبھی بھی نفسیاتی یا جذباتی اثرات سے دامن نہیں چھڑا سکتا۔اس کی کوئی نہ کوئی نفسیاتی صورتِ حال ضرور ہوتی ہے ۔یا یوں سمجھ لیجیے کہ بعض اوقات ہیجانی کیفیات کا غلبہ بھی ایک تخلیق کار کے اندر ہنگامی صورتِ حال پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے اور یوں ایک تخلیقی تجربہ وقوع پذیر ہوتا ہے ۔ڈاکٹر شبیہ الحسن بھی فن پاروں کا مطالعہ ان تمام تر نفسیاتی ہیجانوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کرتے ہیں ۔ڈاکٹر آغا سہیل کے بارے میں ڈاکٹر شبیہ الحسن لکھتے ہیں :

"آغا سہیل کے افسانوں میں نفسیاتی ژرف بینی بھی ملتی ہے ۔ان کے بیشتر افسانے نفسیاتی کشمکش کا اظہار کرتے ہیں ۔یہ نفسیاتی کشمکش کبھی جنسی الجھاؤ کے سبب سے ظاہر ہوتی ہے اور کبھی اس کا محرک معاشرتی ہیجان خیزی ہوتی ہے ۔آغا سہیل ایک ماہر اور چابک دست افسانہ نگار کی طرح ان گتھیوں کو سلجھانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ۔بعض اوقات قاری ان افسانوں میں سطحی جنسی جذبات بھی محسوس کرتا ہے لیکن اسے جلد ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ بین السطور میں کتنی بڑی بات یا حقیقت پوشیدہ رکھی گئی ہے۔"(۲)

ڈاکٹر شبیہ الحسن ادب پاروں کا نفسیاتی تجزیہ مدلل انداز میں کرتے ہیں اور ادب پاروں میں پائی

جانے والی شعوری و لاشعوری کیفیات کے مخفی پہلو منطقی انداز میں پیش کرتے ہیں۔ان کی تنقیدی فکر میں نفسیاتی اثرات اپنی بھرپور متنوع خوبیوں کی صورت میں موجود ہیں۔وہ اپنے نفسیاتی نظریات کی تشکیل فنکار کے قلب وذہن کا مطالعہ کرنے کے بعد کرتے ہیں۔

ڈاکٹر شبیہ الحسن کا نفسیاتی اندازِ تنقید عصری تنقیدی رجحانات سے پوری طرح ہم آہنگ ہے کیونکہ وہ عصرِ حاضر کے ادبی تقاضوں کو ایک نکتہ دان کی طرح دیکھتے ہیں۔وہ مجموعی معاشرتی صورتِ حال اور نفسیاتی کیفیت کو بھانپ لینے کی صلاحیت کے حامل نقاد ہیں۔ایک اور چیز جو انھیں دیگر ناقدین سے ممتاز کرتی ہے وہ ان کے موضوعات ہیں۔وہ ان موضوعات کا چناؤ اپنی الگ فکر کے زیر اثر کرتے ہیں۔بعض لوگ ان موضوعات کو عامیانہ گردانتے ہیں مگر ڈاکٹر صاحب کھاری پانی میں گوہرِ نایاب تلاش کرنے کے ماہر ہیں۔وہ نت نئے معاشرتی رویوں کو اجاگر کرنے کے لیے نہ صرف تخلیق کار کے ماضی میں جھانک لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں بلکہ واقفِ حال بھی ہو جاتے ہیں۔ان کا نفسیاتی اندازِ تنقید دانش مندانہ اور دور اندیشانہ ہے۔وہ حتی الوسع کوشش کرتے ہیں کہ فن پارے کا مطالعہ ان کی چشمِ ذات تک محدود نہ رہے بلکہ اس کا تناظر وسیع تر ہو جائے اور فن پارے کا کوئی پہلو نظرِ تنقید سے پوشیدہ نہ رہے۔وہ اپنی کتاب ''ترغیبات'' میں ڈاکٹر سلیم اختر سے متعلق لکھتے ہیں:

> ''ڈاکٹر سلیم اختر ایک متنوع الجہات تخلیق کار ہیں۔ان کی تخلیقات کا مرکزی نقطہ نفسیات ہے۔یہی سبب ہے کہ ان کے افسانوں، مضامین، انشائیوں اور آپ بیتی میں نفسیاتی ژرف بینی دکھائی دیتی ہے۔وہ تخلیق اور معاشرے کو نفسیاتی دوائر میں دیکھنے کے عادی ہیں اور ان دونوں کے مسائل کا علاج بھی نفسیات میں تلاش کرتے ہیں۔عصرِ حاضر میں نفسیاتی علوم کا دائرہ وسیع ہوتے ہوئے سماجی علوم کے بڑے دوائر میں شامل ہو گیا ہے۔ڈاکٹر سلیم اختر کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے سماجیات اور نفسیات کے حسین امتزاج سے ادب کو پرکھنے کی بلیغ سعی کی ہے۔اس طرزِ عمل کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ادب کی پرکھ کا ایک نیا زاویہ اہلِ نقد و نظر کو دستیاب ہو گیا ہے۔ڈاکٹر سلیم اختر اس طرزِ نقد کے بانی تو نہیں لیکن اسے ممکنہ حد تک فروغ دینے کا سہرا انھی کے سر ہے۔''(۳)

ڈاکٹر شبیہ الحسن کی نفسیاتی تنقید کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ تخلیق کار کی تخلیقی زندگی کے عوامل کا ارتقائی جائزہ تخلیق کار کی ذاتی زندگی کے مطالعہ سے کرتے ہیں اور یوں فن پارے کے تمام نفسیاتی محرکات قارئین پر منکشف کر دیتے ہیں۔ڈاکٹر صاحب اپنے نفسیاتی تجربے کے ذریعے فن کار کے جینز (Genes) تک پہنچنے کی

سعی کرتے ہیں اور یوں ان کی عمیق نگاہی تخلیق کی نفسیاتی پرتوں کو اتار کر معنویت سے ہم کنار کردیتی ہے۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن تخلیق کار کے ذہنی افکار کو آمد یا آورد کے خانوں میں تقسیم کر کے نفسیاتی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔ جب کسی فن پارے کا نفسیاتی مطالعہ کیا جاتا ہے، وہ وجوہات جو تخلیق کو عدم سے وجود میں لاتی ہیں ان کا مطالعہ ہمیں تنقیدی سمت متعین کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن لکھتے ہیں:

> ''وجاہت حسین ایک حساس تخلیق کار ہیں۔ ایک نفسیات دان کی حیثیت سے انہوں نے پہلے انسانی نفسیات کو خود بغور سمجھنے کی کوشش کی ہے اور پھر اپنے قارئین کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ محض نفسیات کے طالب علم ہی نہیں تھے بلکہ ایک عملی ماہر نفسیات کے طور پر بھی انہوں نے عوام الناس کے نفسیاتی مسائل کو سمجھا اور انہیں سلجھانے کی عملی کاوش کی۔'' (۴)

ڈاکٹر شبیہ الحسن فن پارے کا نفسیاتی جائزہ اپنے مخصوص فنی کمال کے ذریعے لیتے ہیں۔ وہ اس بات پر مُصر رہتے ہیں کہ مطالعہ تخلیق سے پتہ چلایا جا سکے کہ تخلیق کن نفسیاتی مراحل سے گزر کر تخلیق کے سانچوں میں ڈھلی ہے۔ وہ خاص طور پر ادبی موضوعات کا نفسیاتی مطالعہ کرنے میں ملکہ رکھتے ہیں جس سے تخلیق کار کے ادبی نظریات کا اندازہ بھی لگانا آسان ہو جاتا ہے۔ ان کے نفسیاتی انداز تنقید میں فنکارانہ ہنر مندی اور ادبی سلیقہ مندی خوب ملتی ہے یوں کہہ لیجیے کہ ان کا تنقیدی اسلوب بیان نفسیاتی کیفیات میں رچا بسا محسوس ہوتا ہے۔ ضیاء الرحمٰن فاروقی سے متعلق ڈاکٹر سید شبیہ الحسن لکھتے ہیں:

> ''ضیاء الرحمٰن فاروقی کی نظموں میں غزلوں کی نسبت جسم، جنسی لذت، بوسے، مے اور عارض وغیرہ کا ذکر ان کی عشقیہ سرمستی اور بے خودی کی دلیل ہے۔ ان تمام لفظیات کے استعمال کے باوجود ضیاء الرحمٰن فاروقی کا اختصاص یہ ہے کہ وہ اپنی شاعری کو عامیانہ جذبات اور رکیک خیالات سے کوسوں دور رکھتے ہیں۔ یہ ان کی شرافت نفسی ہو یا حالی کا اتباع، بہر حال کہیں بھی سفلی جذبات اجاگر نہیں ہوتے۔'' (۵)

ڈاکٹر شبیہ الحسن اپنے نفسیاتی افکار کے ذریعے ادب پاروں کی نفسیاتی جمالیات کا ایک ماہر نقاد کی طرح مطالعہ کرتے ہیں خاص طور پر وہ ان ازلی جذبوں کی کھوج میں رہتے ہیں جو کسی فن پارے کے پس منظر میں کارفرما ہوتے ہیں۔ وہ اس بات کو بھی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کس طرح انسان کا ماحول اس کی نفسیاتی فکر میں تبدیلیاں لانے اور نظریات کی آبیاری میں حصہ لیتا ہے۔ مثلاً اگر کسی بڑے شاعر کی شاعری کو سمجھنا ہو تو اس کی معاشی صورتِ حال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کیونکہ شاعر کی معاشی صورتِ حال شاعری میں اپنا نقش ضرور چھوڑتی ہے اور شاعر کی نفسیاتی ساخت و پرداخت میں بھی حصہ دار بنتی ہے۔

پروفیسر سحر انصاری کے متعلق لکھتے ہیں:

''ان کے تفکر وتدبر میں ایک منطقی انداز ہے اور سماجی رویوں کی بھرپور ترجمانی کے ساتھ ساتھ ان کے فن میں ہمیں عصری حسیت کے مظاہر عام ملتے ہیں اس کے علاوہ ان کی تحقیق وتنقید میں نفسیاتی عوامل کا کھوج لگانے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔''(٦)

ڈاکٹر شبیہ الحسن جب نفسیاتی تنقید کے میدان میں اترتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کے اندر کوئی ماہر نفسیات چھپا بیٹھا ہے جو انھیں تخلیق کار کے لاشعور تک رسائی دیتا ہے۔ وہ نہایت کشادہ نظری سے تنقید کے ہر پہلو کو اپنے فن سے تابانی عطا کرتے ہیں۔ انھوں نے ظلم واستحصال زدہ زمانے میں خواتین ادبا پر بھی پُرخلوص انداز سے لکھا اور خواتین ادبا کی تحریروں پر تنقید کی۔ ان کی کتاب ''اردو ادب کی معمار خواتین'' ان کی اس کاوش دیرینہ کا عملی نمونہ ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ احساس اور بھی جڑ پکڑ لیتا ہے کہ کیسے وہ نسوانی نفسیات سے آگاہی رکھتے ہیں اور یہی آگاہی انھیں خواتین قلم کاروں کے باطن میں جھانکنے کا ہنر دیتی ہے۔ اس کی بدولت ہی وہ تخلیق کے پس منظر میں چھپی نفسیاتی حقیقتوں تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور ان کی تحریروں میں پائی جانے والی نسوانی دل کشی کو نفسیاتی سطح پر ابھار دیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب سیدہ فرخ زہرہ گیلانی سے متعلق لکھتے ہیں:

''ظالم کے سامنے حق گوئی، ان کا وطیرہ ہے اور وہ شاعری میں اپنے ورثہ کی حفاظت کرنا اچھی طرح جانتی ہیں۔ انہیں علم ہے کہ عورت گونگی، اندھی، بہری اور پاگل ہونے کے باوجود تخلیق کی ضامن ہوتی ہے لہٰذا مہذب افراد اور معاشروں کو عورت کی عزت وعظمت کا اعتراف کرنا چاہیے اور اس کی سطوت کو سلام پیش کرنا چاہیے۔ آپ ان کی معروف نظموں عورت اور معاشرہ، عورت بھی انسان ہے آخر، ماڈل گرل، ورکنگ ویمن، موسموں کا فریب، پگلی کے خواب، رواجوں کی سولی مجبوری، آئیڈیل اور بنت حوا کا مطالعہ فرمالیجئے آپ دیکھیں گے کہ ان نظموں میں ہمارے معاشرے کی عورتوں کے نفسیاتی، اخلاقی، جنسی اور معاشرتی رویوں کی بھرپور عکاسی کی گئی۔''(٧)

ڈاکٹر شبیہ الحسن نے نہ صرف خواتین شعرا کی نفسیاتی وقلبی وارداتوں کو ہدفِ تنقید بنایا بلکہ خواتین نثر نگاروں کے نفسیاتی عوامل کو بھی موضوع تنقید بنایا ہے۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن نے اپنی نفسیاتی تنقید کے ذریعے خواتین قلم کاروں کو حرفِ اعتبار عطا کیا ہے۔ ان کی اس کاوشِ بے مثال کی بدولت ہی آج خواتین قلم کاروں کو پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ خواتین اہل فکر ودانش کو اثاثۂ نقد وادب سمجھتے ہیں۔ ان کے فنِ تخلیق کو نکھارنے کے لیے دن رات کوشاں رہے ہیں۔ عرفانہ عزیز، نسیم سید، فرخ زہرہ گیلانی، شہناز مزمل،

شاہدہ لطیف، نجمہ سہیل، تسنیم عابدی، پروین سجل، نزہت عباسی، پریا تابیتا، سیدہ رفعت خانم، سائرہ بتول ایسی صاحبِ فہم وذکا خواتین قلم کاروں پر تنقید اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ڈاکٹر شبیہ الحسن عورتوں کی نفسیاتِ ادب سے گہری رغبت رکھتے ہیں اور ادب کی ترویج وترقی کے لیے خواتین کے حصے کو لازم وملزوم گردانتے ہیں۔وہ ایک ماہر نفسیات دان کی طرح خواتین کے فن پاروں سے نفسیاتی عناصر کو بھانپ لینے میں ثانی نہیں رکھتے۔وہ لکھتے ہیں:

"اردو ناول کے منفی کردار، آغاز تا قیام پاکستان، پریا تابیتا کا ایک منفرد تحقیقی کارنامہ ہے۔ انھوں نے نہایت مہارت اور عرق ریزی کے ساتھ، اردو ناول کے منفی کرداروں کا نفسیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔دانشمند کہتے ہیں کہ دو نفیوں سے ایک اثبات پیدا ہوتا ہے۔اسی طرح ان منفی کرداروں نے خدا جانے کتنے مثبت کرداروں کو جنم دیا ہوگا۔"(۸)

ڈاکٹر شبیہ الحسن کا اندازِ تنقید دوراندیشی میں ڈوبا ہوا ہے۔ان کی تنقید میں معاشرے کی مجموعی نفسیاتی صورتِ حال کا ظاہری وباطنی تجزیہ نفسیاتی اثرات کے رچاؤ میں بسا دکھائی دیتا ہے۔وہ اپنی نفسیاتی تنقید میں جدید اصول وقوانین کو مدِ نظر رکھتے ہیں تا کہ صفحۂ قرطاس فن پارے کے تمام نفسیاتی پہلوؤں سے آراستہ ہو کر اہلِ نقد ونظر کی توجہ کا مرکز بن سکے۔وہ ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں کہ تخلیق کا کوئی پہلو جو ان کی ناقدانہ نظر سے گزرے وہ بے توجہی کی دھول میں گم نہ ہو بلکہ ہر صورت نمایاں ہو سکے،ان کا دائرہ تنقید وسعت آمیز ہے جس میں بیک وقت کئی تنقیدی نظریات مرتکز ہوتے نظر آتے ہیں۔ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"ہمارے ناقدین اپنی علمی بصیرت وتنقیدی بصارت سے تخلیقات کا محاکمہ کرتے ہیں لیکن میں نے محبت کی تیسری آنکھ سے اپنے تخلیق کاروں کو دیکھنے اور دکھانے کی کوشش کی ہے۔ اس کتاب میں آپ کو تخلیق کاروں کے محاسن زیادہ اور معائب کم ملیں گے۔سچ تو یہ ہے کہ میں نے ممدوحین کے محاسن بیان کر دیئے ہیں۔اب کج فہم اور بدبیں اس میں معائب تلاش کرنا چاہیں تو یہ ان کا ظرف ہے۔"(۹)

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ڈاکٹر شبیہ الحسن تیسری آنکھ سے مراد شعور کی آنکھ لیتے ہیں جس کی مدد سے وہ فن پاروں کا نفسیاتی مطالعہ کرتے ہیں۔ڈاکٹر شبیہ الحسن میدانِ تخلیق میں نفسیات کے عمل دخل کو کبھی نظر انداز نہیں کرتے بلکہ نہایت سلیقہ مندی سے وہ اپنی کلیدِ نفسیات سے قفلِ تخلیق کھول کر اسبابِ تخلیق نمایاں کرتے ہیں جس کے سبب تخلیق تنقید آشنا ہو جاتی ہے۔ڈاکٹر صاحب کا نفسیاتی اندازِ تنقید قارئین پر فن پاروں کے اسرار و رموز وا کرتا ہے۔وہ کوشش کرتے ہیں کہ تخلیق کا نفسیاتی محاکمہ جامع انداز میں ہو سکے

ڈاکٹر شبیہ الحسن سیف زلفی کے ایک منظوم ڈرامے سے متعلق کچھ اس طرح رقم طراز ہیں:

"انھوں نے انگریزی سامراج اور نفسیاتی حقائق کو جس طرح اردو میں پیش کیا ہے اس کی جتنی بھی مداح سرائی کی جائے کم ہے۔"(۱۰)

ڈاکٹر شبیہ الحسن نے اپنی تنقید کے ذریعے ادبا کی ایک کہکشاں ترتیب دی ہے جس کا ہر ستارہ اپنی منفرد نفسیاتی کیفیت کے ساتھ چمکتا دمکتا دکھائی دیتا ہے مگر اس چمک دمک کو دیکھنے کے لیے ایک خاص زاویہ نگاہ نہایت ضروری ہے۔ ڈاکٹر شبیہ الحسن کا زاویہ نگاہ تنقیدی رمز سے واقف اور منفرد تنقیدی خوبیوں کا حامل ہے۔ ان کی تنقیدی بصیرت و بصارت میں جہاں تاریخی واقعات کا احاطہ ملتا ہے وہیں نقد و نظر پر ان تاریخی واقعات کے نفسیاتی اثرات کا جائزہ بھی موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب ایک اہل دانش و بینش نقاد ہیں جو شروع سے تنقید سے رشتہ قائم کیے ہوئے ہیں۔ وہ کبھی تخلیق کے نفسیاتی پہلو سے روگردانی نہیں کرتے بلکہ نفسیاتی عناصر کا کھوج لگانا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ وہ نسیم امروہوی سے متعلق لکھتے ہیں:

"جدید علوم کے فروغ اور انسانی معاملات کے کھوج نے نفسیات کے علم کی اہمیت اور ضرورت میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے۔ نفسیات کا مطالعہ آج کے عہد کا ایک لازمی جزو بن گیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ نسیم امروہوی نے بھی ایک باشعور ادیب کی طرح اس سمت توجہ دی ہے۔ وہ بنیادی طور پر نفسیات داں نہیں مگر اس موضوع سے ان کی دلچسپی کا یہ حال ہے کہ انھیں جہاں موقع ملتا ہے وہ اس علم سے خاطر خواہ کام لیتے ہیں۔ خالصتاً نفسیات کے موضوع پر ان کی کتاب کا مطالعہ فرمائیے تو احساس ہوتا ہے کہ انھوں نے جدید نفسیاتی رویوں کا سہارا لیتے ہوئے ایک اہم معاشرتی ضرورت کو حل کرنے میں کامیاب کوشش کی ہے۔ یہی سبب ہے کہ نفسیات کے شائقین اور عوام الناس نسیم امروہوی کی نفسیات شناسی کے قائل دکھائی دیتے ہیں۔"(۱۱)

ڈاکٹر شبیہ الحسن کی تنقید میں تہذیبی وضع داری تو ہے ہی ساتھ ہی ساتھ نفسیاتی صداقت بھی سچے جذبوں کی صورت میں موجود ہے۔ ان کے تنقیدی تجزیوں میں نفسیاتی ماحول ایک کامیاب تجربے کی صورت میں منعکس ہوتا ہے۔ ان کی ایک منفرد تنقیدی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ادب کے کٹھن مسائل کو متانت اور سادگی سے ہدفِ تنقید بناتے ہیں اور پیچیدہ نہیں رکھتے۔ انھوں نے کبھی دورانِ تنقید خود کو اعلیٰ تنقیدی فکر سے آزاد نہیں کیا بلکہ ہمیشہ فروغ نقد و ادب کے لیے اعلیٰ ترین ادبی معیارات متعین کرنے کے لیے کوشاں رہے۔ یہی حقیقت پسندی ہے جس کی بدولت وہ تنقیدی دنیا میں ایک درخشندہ ستارے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب ایک نفسیاتی نقاد ہیں وہ اپنی تنقید کے ذریعے مسائل ادب کو فکری سطح پر ابھارتے ہیں جس کا قارئین کے ذہن وقلب پر نفسیاتی اثر پڑتا ہے۔ان کا انداز بیان جہان معنی کی عمدہ مثال ہے وہ اپنی تنقید کا خمیر تخلیق کی نفسیاتی سرزمین سے اٹھاتے ہیں۔ فرقان احمد قریشی کے مطابق:

> ”ترغیبات کا ایک اور اختصاصی وصف، راقم الحروف جیسے غیر معروف اشخاص اور مضافات سے تعلق رکھنے والے ادیبوں کو ادبی پلیٹ فارم پر متعارف کروانا ان کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ڈاکٹر سید شبیہ الحسن تخلیق کاروں کی نفسی کیفیات کا تجزیہ بذریعہ تحلیل نفسی بروئے کار لاتے ہیں۔اور ان کی تخلیقات کے بارے میں حتمی رائے جدید حالات کے تناظر میں قائم کرتے ہیں۔“(۱۲)

ڈاکٹر شبیہ الحسن کی چشم ذات تخلیق کے نفسیاتی گوشوں میں بے باکی سے جھانکنے کا سلیقہ جانتی ہے۔ وہ تخلیق کار کے نفسیاتی تجربات واحساسات کو اس کے سیاسی، معاشرتی، معاشی اور ادبی حالات کی روشنی میں دیکھتے ہیں اور یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان حالات و واقعات کے زیر سایہ پنپنے والا ادب کن نفسیاتی عوامل کا نتیجہ ہے۔ ان کا انداز تکلم ان کے نفسیاتی تجربے سے مکمل طور پر ہم آہنگ نظر آتا ہے اور ان کی تنقیدی عبارت کو اثر انگیز بنا دیتا ہے۔ڈاکٹر شبیہ الحسن کی نفسیاتی تنقید کا امتیاز یہ ہے کہ وہ فن پارے کے نفسیاتی عناصر کا مطالعہ ایک ادب فہم انسان کے روپ میں کرتے ہیں اور ان کا نفسیاتی تجزیہ علم وفن میں ڈوبا ہوا محسوس ہوتا ہے اور قارئین کے نقد ونظر کے لیے اثر آفریں بن جاتا ہے۔ڈاکٹر صاحب کا نفسیاتی انداز تنقید منصفی سے عبارت ہے۔وہ نفسیاتی عناصر کا تجزیہ بے لاگ انداز میں کرتے ہیں۔ان کے ادبی تپاک اور وسعتِ مطالعہ کا اظہار ان کی نفسیاتی تنقید کی صورت گری میں ملتا ہے جو ان کی تحلیلِ نفسی کا غماز ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) عبادت بریلوی، ڈاکٹر، اُردو تنقید کا ارتقا، کراچی، انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۱۹۶۱ء، ص ۳۷۴_۳۷۴

(۲) شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، آغا صاحب، لاہور، الحسن پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء، ص ۱۲، ۱۳

(۳) شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، ترغیبات، لاہور، اظہار سنز، ۲۰۰۸ء، ص ۲۱، ۲۲

(۴) شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، ترغیبات (مضامین)، لاہور، اظہار سنز، ۲۰۰۸ء، ص ۱۹۱، ۱۹۲

(۵) شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، تصریحات، لاہور، الحسن پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء، ص ۲۲۶

(۶) وحید عزیز، پروفیسر، ڈاکٹر سید شبیہ الحسن کا جہانِ فن، لاہور، اظہار سنز، ۲۰۱۰ء، ص ۱۳۳

(۷) شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، مضافاتی شعر و ادب، لاہور، اظہار سنز، ۲۰۰۹ء، ص ۱۲۱

(۸) شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، ادبی چوپال، لاہور، اظہار سنز، ۲۰۰۹ء، ص ۱۷۴

(۹) شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، ترغیبات، لاہور، اظہار سنز، ۲۰۰۸ء، ص ۹

(۱۰) شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، سیف زلفی کے مرثیے، لاہور، الحسن پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء، ص ۶۵

(۱۱) شبیہ الحسن، سیّد، ڈاکٹر، ترجیحات، لاہور، اظہار سنز، ۱۹۹۸ء، ص ۷۸

(۱۲) فرقان احمد قریشی، ڈاکٹر سید شبیہ الحسن (شہید) ۔یادوں کے آئینے میں، لاہور، اظہار سنز، ۲۰۱۳ء، ص ۱۵۰

❁❁❁